رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض بجالانے والا اکیلا اخبار

نور

دار الامان قادیان ضلع گورداسپور

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۲؎
〃 ششماہی 〃 ۱۲؍
〃 امراء سے ۱۰؎
〃 غیر ممالک سے ۸ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر ظاہر کرنا۔ ۲۔ سکھوں اور ... اشاعت اسلام کے اہم ... ادا کرنا۔ ۳۔ دیگر مذاہب ... کامل اور صحیح جواب دینا اور رعایا کے تعلقات ... مستحکم کرنا۔

جلد ۱۵ | ایڈیٹر۔ شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وِدوان برہمچاری | نمبر ۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ پر تبصرہ

مکرم و معظم علامہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سلمہ ربہ۔ مبلغ بلاد یورپ و جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ لکھتے ہیں کہ۔ مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب اڈیٹر اخبار نور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا ترجمہ قرآن شریف بزبان گورمکھی میں نے دیکھا اور پڑھوا کر سنا ہے۔ اللہ تعالے آپ کو اس عظیم الشان اور بے نظیر خدمت قرآن و اسلام کیواسطے عظیم الشان اجر عطا فرماوے۔ آپ نے اس ضرورت کو پورا کیا ہے جس کی اسلامی دنیا گذشتہ تین سو سال سے محتاج تھی۔ مگر یہ ثواب آپ ہی کیواسطے محفوظ رکھا چلا آتا تھا سع۔ ایں کار از تو آئید و مرداں چنیں کنند سکھ اصحاب کیواسطے آپ نے اسلام کا سمجھنا بہت آسان کر دیا ہے اگرچہ آپ کی خدمت اسلام اس صیغہ میں پہلے سے ہی بہت قابل قدر اور شاندار ہیں۔ مگر ترجمہ قرآن پاک نے آپ کے مقام کو بہت اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ اللہ کریم خود آپ کا اجر ہو۔ اور اپنے وسیع خزانہ سے آپ کو دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرماوے۔ والسلام۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر پریس ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر دیرہ پرائٹر کیلئے قادیان سے شائع ہوا)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ویدک رشی تعدد ازدواج کے نہ صرف حامی بلکہ عامل تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی اور کی قلم سے

بعض آریہ ہی نہیں بلکہ کل آریہ و دوانوں کے ساتھ ہی اکثر ہندو صاحبان اسلامی اجازت کثرت ازدواج پر معترض ہیں۔ اگرچہ اسلام میں لازمی نہیں۔ کہ ضرور ہر ایک مسلمان چار بیویاں ہی کرے۔ اور نہ کسی کی ذمہ داری مذہبی پر کوئی حرف آتا ہے۔ لیکن اسمیں شک نہیں کہ شرط انصاف اور عدالت کے ساتھ اجازت ضرور ہے۔ عیسائی اور ہنود آریہ صاحبان اس پر معترض ہوتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آیا ہنود اور آریہ صاحبان محض تمدنی مشکلات یا رواج نہ ہونے کے باعث معترض ہوتے ہیں۔ یا مذہبی مخالفت کی وجہ سے۔

ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ ویدوں میں کسی موقعہ یا کسی وید شریف میں کھلے طور پر اس کی مخالفت کی گئی ہو اور بہ صورت ایسا کرنے مرتکب کے واسطے مذہبی پہلو کو آیا کوئی وعید ہے یا کوئی سزا مقرر کی گئی ہے۔ یا صرف ایک معمولی فروگذاشت ہی تصور ہوتی ہے۔ یعنی اگر کوئی ایسا کرے تو اس کو کیا کچھ خیال کیا جائے گا۔

۲- مہاراج سری کرشن جی۔ مہاراج شری رام چندر جی کے والد محترم کتب رشی۔ دہیچ رشی جنکی ایک سو بیویاں تھیں۔ مہارشی یاگ ولکیہ شری کرشن جی مہاراج کے والد کرم واسدیو جی راجہ پانڈو دیرت راشٹر ارجن۔ راجہ بندسہم وہین وغیرہ کیا یہ بزرگ وید اور دیگر شریعت ہنود سے واقف تھے یا نہیں۔ اور انہیں سے بعض رشی اس بلند مرتبہ کے ہیں۔ کہ بقول پرکاش ۲۷ جیٹھ اگر سوامی دیانند صاحب ان رشیوں کے وقت میں ہوتے تو شاید آپ کا شمار مشکل سے پنڈتوں میں ہوتا۔

۳- انھوں نے جو جان بوجھ کر ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور ایک ہی وقت میں زیادہ بیویاں رکھیں تو کیا ان پر بروے ویدک شریعت کے مذہبی رنگ میں کوئی وعید عائد ہوگی۔

۴- بروئے ویدک شریعت اور احکام کے ان سے کوئی بازپرس ہوگی۔ ان کے فعل کو وید کے خلاف سمجھا جاویگا یا نہیں۔ اور کیا جو اعتراض اس وقت اسلامی اجازت پر وارد کئے جاتے ہیں ان لوگوں ہاں ان بندگان ملت ہنود اور آریہ پر وارد نہیں ہوں گے۔

۵- کیا پھر نہیں کہا جائیگا۔ کہ ان بزرگوں کا یہ فعل خلاف مذہب وید تھا۔ اور کیا جو کچھ دوسری عورتوں سے اولاد ہوئی اس پر کیا کچھ فتوے ہوگا۔ آیا معترضین حال کے خیال میں اس کی نسبت کیا کچھ کیا جائیگا۔

۶- ان بزرگان ملت نے صرف اپنے اپنے خاص اختیارات کے تحت یہ فعل کیا۔ یا ان کی نظروں سے ویدک شریعت گزری نہیں تھی۔ یا انہوں نے باوجود جاننے کے بھی اس کی کچھ پروا نہیں کی۔

۷- پنڈت دیانند صاحب کہتے ہیں۔ کہ رگ وید کے منتروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ بیاہ کرنے کی ممانعت ہے کیا مہاراج کرشن بھی اور رشی یاگ ولکیہ اور رشی دہیچ جیسے مشہور و معروف ہستیوں کو یہ مخالفت معلوم نہ تھی۔ اور کیا باوجود اس مخالفت کے بھی ان کا اس غلطی سے نہ بچنا دلیل اس بات کی نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے اس کا جواز نکال لیا اور آخر عمر تک اس پر کاربند رہے۔

۸- ان روایات سے ثابت ہے کہ ایسے لوگوں میں یہ رواج یا تو اس زمانہ کی تہذیب اور تمدن کے خلاف نہیں خیال کیا جاتا ہے۔ اور یا وید شریف میں ایسی مخالفت نہ تھی۔

۹- اگر وہ لوگ جو ایک سے زیادہ بیویاں کر چکے ہیں۔ یا اب بھی ضرورتاً ہنود ہو کر کرتے ہیں۔ الگا یہ جواب دینا کہ جو جواب اور جو اجتہاد شری کرشن جی مہاراج کا تھا۔

سوامی دیانند جی کے اپنے معلومات

نمبر ۱

ایک منصف مزاج کے قلم سے

شیر پنجاب لالہ لاجپت رائے جی نے اپنے ایک مضمون میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ سوامی دیانند جی مہاراج سوائے سنسکرت اور گجراتی بھاشا کے اور کوئی زبان نہیں جانتے تھے۔ ہندی بھاشا میں بھی ان کو چنداں دخل نہ تھا۔ جو لوگ سوامی جی کے ساتھ کام کرتے تھے جنہوں نے ہندی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس کے ذمہ دار سوامی دیانند جی نہیں ہو سکتے ہیں اور جو کھنڈن (رد) سوامی جی نے دوسرے مذاہب کا کیا ہے۔ اس کے متعلق بھی دیانند جی کی پوری واقفیت نہیں تھی۔

یہ نوٹ لالہ لاجپت رائے جی نے بہ ضمن مہاتما گاندھی جی کے ان خیالات کے دیا ہے۔ جو مہاتما جی نے آریہ لوگوں اور ستیارتھ پرکاش کے بارہ میں دیا تھا۔ اور جس پر ہر گوشہ آریہ سماج سے زور و شور کے ساتھ احتجاج ہوا تھا۔ ہماری رائے میں مہاتما جی کے مقابلہ میں لالہ لاجپت رائے کے قلم سے زیادہ تر قابل غور اور قابل احتجاج الفاظ نکلے ہیں۔ اس کی نسبت آریہ اخبارات اور آریہ اہل الرائے قریباً خاموش رہے ہیں۔ حالانکہ لالہ لاجپت رائے جی نے وید کی نسبت قریباً ایسی رائے ظاہر کی ہے جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ وید شریف کو اس رنگ میں نہیں مانتے جس رنگ میں دوسرے آریہ صاحبان مانتے ہیں۔ لالہ لاجپت رائے جی نے یہ وہ بات کہی ہے کہ جو مہاتما جی نے بھی نہیں کہا ہے اور سب سے بڑھکر لالہ جی نے یہ بات کی کہ جو کچھ دوسرے مذاہب کی نسبت سوامی دیانند جی نے کیا ہے۔ اس کا اکثر یا کچھ حصہ ان کی عدم واقفیت پر دال ہے۔

ہماری رائے میں یہ بات بہت کچھ درست بھی ہے۔ ہم چند اعتراضات مندرجہ ستیارتھ پرکاش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو جو قرآن مجید پر کئے گئے ہیں۔ کبھی کبھی دکھانے کی کوشش کریں گے۔ کہ سوامی دیانندجی کو کہانتک دھوکہ اور ناواقفیت میں رکھا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو دیانندجی مہاراج نے ان پر غور ہی نہیں کیا ہے۔ اور یا انہوں نے وید شریف کو ہی نہیں دیکھا۔ کہ ان مضامین زیر بحث کی نسبت خود اسمیں کیا کچھ کیا گیا ہے۔

ستیارتھ پرکاش مترجمہ رادھاکشن صاحب مطبوعہ ۱۹۵۴ء بکرمی کے صفحہ ۷۳۱ نمبری ۱۱۱ میں سوامی صاحب لکھتے ہیں۔

والتی احسنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا۔ اور ہدایت کی ہم نے اس عورت کو اور حفاظت کی اس نے اپنی اندام نہانی کی۔ پس پھونک دیا ہم نے اس میں اپنی روح کو۔

محقق:۔ ایسی فحش باتیں کلام الٰہی میں تو کجا کسی شائستہ انسان کی تصنیف میں بھی نہیں ہو سکتیں ایسی باتوں سے قرآن پر دھبا لگ گیا ہے۔ اگر قرآن میں اچھی اچھی باتیں ہوتیں تو قرآن کو وہی فضیلت دیجاتی جو ویدوں کو ہے۔

تنقید۔ ہم حیران ہیں کہ سوامی جی مہاراج نے آیت مندرجہ بالا کی نسبت جس جرأت سے یہ محققانہ رائے دی ہے۔ وہ ہمیں اس مغالطہ میں ڈالتی ہے۔ کہ یا تو انہوں نے یہ فقرہ لکھا ہی نہیں ہے۔ اور یا انہیں دھوکہ دیا گیا ہے۔ اور یا انہوں نے وید شریف کے بعض فقرات کو حافظہ میں جگہ نہیں دی۔ اور یا اس آیت کریمہ پر رائے زنی کرتے ہوئے غور مزید نہیں کیا۔ اگر وہ مزید غور سے کام لیتے تو انہیں قرآن مجید کی اس آیت پر ایسا نوٹ دینے کی ہرگز جرأت نہ پڑتی۔

احکام شریعت:۔ احکام شریعت اور احکام سیاسی یا سوشل مضامین میں تصریح آداب ضروریہ اور بیان اخلاق کے واسطے کبھی کبھی وہ الفاظ بھی لانے پڑتے ہیں۔ جو خصوصیت رکھتے ہیں۔ مقدم یہ کہ ایسے اطلاق اور بیان میں تہذیب کا ڈھنگ ملحوظ رکھا جائے۔

قرآن مجید کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جہاں عورتوں اور مردوں کے متعلق ایسے احکام دیتا ہے بے نہایت احتیاط اور تہذیب سے دیتا ہے۔ چونکہ شرعی اخلاقی مضامین میں ایسے الفاظ کے اطلاق کے سوائے تبلیغ خاص نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے ایسے الفاظ کا خوبصورتی سے لانا دائرہ تہذیب سے نہیں نکل سکتا ہے۔ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسا طریق تحریر فحش ہے۔ کیونکہ ضرورتاً تہذیب کے ساتھ ایسا ذکر کرنا تبلیغی ضرورت کے واسطے لازمی ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں جیسے ڈاکٹری اور طب میں عورتوں اور مردوں کے بالخصوص الفاظ لائے جاتے ہیں۔ ایسے ہی الہامی کتابوں میں بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں ایسی ضرورت پڑی ہے وہاں پوری تہذیب اور سلیقہ کے ساتھ ان کا اطلاق کیا گیا ہے۔

تحریک اعتراض:۔ آیت زیر بحث میں (فرج) کا لفظ لایا گیا ہے۔ لفظ فرج کے لغوی معنے شگاف کے ہیں۔ اور ضرورتاً اسکو اندام نہانی عورت سے بھی خاص کیا گیا ہے۔ ایسی خصوصیت ضرورتاً کی جاتی ہے اور لازمی ہے۔

آیت زیر بحث میں لفظ فرج کے ساتھ لفظ احسنت جو لایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ کہانتک تہذیب کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جس نے یوں اپنی عفت اور عصمت کو قائم رکھا اور اپنی پاکیزگی کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

معلوم نہیں کہ اس فقرہ میں کون سی بد تہذیبی اور فحش تھا ہے۔ جس پر دیانندجی مہاراج کو اعتراض ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ **فنفخنا فیہا من روحنا** سے کیا مراد ہے۔ تو اس کی تشریح قرآن پاک میں دوسری جگہ موجود ہے۔ جہاں یہ لکھا ہے کہ قل الروح من امر ربی یعنی روح جو ہے۔ میرے رب کے حکم سے ہے۔ یعنی مخلوق ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش ہمارے حکم سے ہوئی۔

اب ستیارتھ پرکاش ص ۱۱ پر توجہ ہو۔

مرد ویریہ دان اور عورت ویریہ اکرشن کا جو قاعدہ ہے اس کے مطابق عمل کریں۔ ویریہ کو بے فائدہ ضائع نہ کریں۔ جب ویریہ کا رحم میں گرنے کا وقت ہو اس وقت عورت و مرد دونوں بے حس اور بے حرکت رہیں۔ ناک کے سامنے ناک آنکھ کے سامنے آنکھ یعنی سیدھا جسم اور نہایت ہی خوشدل رہیں۔ بے حوصلہ نہ ہوں۔ مرد اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑے اور عورت ویریہ اکرشن کے وقت اپان وایو (نچلی ہوا کو) اوپر کھینچے۔ اندام نہانی کو سکیڑ و یر اکرشن کو رحم میں قائم کرے۔" الخ

سوامی دیانندجی نے آیت زیر بحث پر نوٹ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ اس قسم کے قرآنی الفاظ تو کسی شائستہ انسان کی تصنیف میں بھی نہیں آتے ہیں۔ ناظرین ذرا سوچیں۔ کہ جو مذکورہ بالا الفاظ ستیارتھ پرکاش میں لائے گئے ہیں۔ وہ قرآنی الفاظ کے مقابلہ میں کیا کچھ کیفیت رکھتے ہیں۔ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی ہو سکتا ہے۔

ہم یہ نہیں کہیں گے۔ کہ سوامی جی خدانخواستہ شائستہ انسان نہ تھے۔ وہ مشاہیر ہند میں سے تھے مشاہیر اور مہذب بھی تھے۔ ان کے قلم اور زبان سے اس قسم کے الفاظ کا نکل جانا ضرورت کا احساس کرا رہا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تبلیغ دوسرے الفاظ میں بھی ہو سکتی تھی۔ جو زیادہ موزوں ہو سکتے ہیں۔

اب ہم دکھاتے ہیں کہ یجر وید میں قرآنی باسلیقہ الفاظ کے مقابلہ میں کس قسم کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ قارئین کرام مختلے الطبع ہو کر کہیں کہ سوامی صاحب کا قرآن مجید کے موزوں اور مہذب الفاظ پر اعتراض کرنا کہانتک محققانہ ہے **یجر وید چھٹا ادھیائے منتر ۱۴**۔ میں تیری ناف کو پوتر کرتا ہوں۔ میں تیرے لنگ کو جس سے موتر وغیرہ کیا جاتا ہے۔ پوتر کرتا ہوں۔ میں تیری گدا اندری کو جس سے رکھشا کی جاتی ہے۔ پوتر

کرتا ہوں - میں تیرے تمام دیو ہاروں کو شدھ پوتر اتھا دھرم کے انوکول کرتا ہوں -

انیسواں ادھیائے منتر ۷۶ - مرد کا لنگ عورت کی یونی (فرج) میں داخل ہو کر ویریہ کو خصوصیت سے چھوڑتا ہے - اس سے الگ وہ پیشاب کو چھوڑتا ہے - وہ ویریہ (نطفہ) ایک جھلی سے ڈھپا ہوا رحم میں قیام کرتا ہے - پیدائش کے وقت وہ اس جھلی کو چھوڑتا ہے -

پھر اور ملاحظہ ہو یہی ادھیائے منتر ۹۴

"اے یوگ کرنے والے پرش جسطرح پڑھی لکھی استری خاوند کی صحبت سے اپنی یونی میں (یعنی فرج) بہروپ گربھ کو دھارن کرتی ہے"

آگے اور ملاحظہ ہو - ادھیائے بیسواں منتر ۹

میرا چت میری نات میرا گیان میری گلا (اندری) میری بچہ پیدا کرنے والی یونی (فرج) ویریہ پیدا کرنے والے میرے انڈکوش اور میرا لنگ سنجوگ (استری گمن سے) پیدا ہونے والے سکھ کا دہنیا -

ناظرین خالی الطبع ہو کر ان تمام منتروں کو پڑھو جو اوپر حوالہ قلم ہوئے ہیں - اور پھر کہو کہ ان میں کس کس رنگ میں اور کس کس وضاحت سے فرج اور لنگ کا ذکر کیا گیا ہے - اور کس کس پیرایہ میں گلا (اندری) کا ذکر ہے - کیا قرآنی الفاظ کو اس طریق اظہار سے کوئی بھی نسبت ہے - کیا ان کے مقابلہ میں ان الفاظ ویدک پر زیادہ تر الزام نہیں آسکتا ہے - کیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن مجید کے الفاظ کی نسبت شری دیانند جی مہاراج کے حاشیہ یعنی ہندی خوانوں نے الٹ پلٹ کچھ کا کچھ بیان کر دیا - اور سوامی صاحب کو اس پر یہ رائے محققانہ لکھانی پڑی -

اور یا تو پھر کہیں گے کہ خود سوامی صاحب کو بھی ان الفاظ پر وید سے لاعلمی تھی اور یا دھوکہ میں آکر قرآن مجید کے الفاظ موزوں پر معترض ہوئے اور اگر باوجود جاننے کے بھی سوامی جی نے ایسے الفاظ سپرد قلم کئے ہیں - تو پھر نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی تحقیق کی نسبت کیا کچھ قیاس کیا جائے -

ہم تو حسن ظنی سے کام لیکر بہ قول لالہ لاجپت رائے جی کے یہی کہینگے - کہ چونکہ سوامی جی عربی فارسی سے اور نیز ہندی زبان سے بھی ناواقف تھے - اور جو لوگ انہیں دوسرے مذاہب کے مسلمان اور آیات قرآنی سناتے تھے - وہ غلط کار تھے ان کے بھروسہ پر سوامی جی نے ایسی باتیں لکھ دیں ورنہ یہ کیونکر کہا جاسکے کہ ہندوستان کا ایک مشہور فاضل سنسکرت اور ماہر وید شریف کیونکر وید کی شرتیوں اور منتروں سے اسقدر ناواقف ہو سکتا تھا - اور کیونکر ان منتروں سے اسقدر ناواقف ہو سکتا تھا - اور کیونکر ان منتروں اور ان الفاظ غیر مہذب اور غیر موزوں کے مقابلہ میں قرآن کے مہذب اور ان موزوں الفاظ پر اعتراض کر سکتے تھے -

. . . .

قارئین کرام خواہ کسی مذہب کے ہوں انصاف سے دونوں کتابوں کے الفاظ کا مقابلہ کریں - اور پھر سوامی صاحب کے ستیارتھ پرکاش کے نوٹ کا بھی موازنہ کریں - اور پھر کہیں کہ حق اور کیفیت کیا ہے - کیا بایں حالات سوامی صاحب یا کسی اور آریہ صاحب کو یہ حق ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت اور اس کے موزوں اور مہذب الفاظ پر یوں اعتراض کرے -

ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے کہ سوامی جی مہاراج کو بذات خود دوسرے مذاہب کے معلومات سے بہ قول لالہ لاجپت رائے جی کے بہت کم واقفیت تھی - یا یہ کچھ بھی نہ تھی - اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں مذاہب غیر پر محض سطحی اعتراض جائے گئے ہیں منڈن اور کھنڈن میں - بعض وقت اپنے اپنے اپنا ہیرو قرکی کچھ غلطیاں شامل ہو جاتی ہیں - اور عزم تردید بعض اوقات ایک صحیح بات کے جاننے اور ماننے سے بھی روک دیتا ہے - اگر اور کچھ نہیں تو یہاں بھی وہی بات سوامی جی کو پیش آئی ہے - یا وہی بات کہ شری سوامی جی اعتراض جانے میں دھوکہ کھا کر حاشیہ نشینوں کا ناحق شکار ہوئے ہیں ۔

شذرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہاتما گاندھی اور لالہ لاجپت رائے:- پچھلے دنوں مہاتما گاندھی نے جو آریہ سماج اور سوامی دیانند پر نکتہ چینی کی تھی - اس کے متعلق لالہ لاجپت رائے ولایت سے ۳ ر اگست کے ملاپ میں لکھتے ہیں - کہ مہاتما گاندھی نے جو آریہ سماج پر نکتہ چینی کی ہے - اس میں بہت کچھ سچائی ہے - اور آریہ سماجوں پر واجب ہے کہ بجائے خفگی کے ریزولیوشن پاس کرنے کے شانتی دل ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں - سنئے سوامی دیانند کو سوائے سنسکرت اور گجراتی بھاشا اور کوئی زبان نہ آتی تھی - اور ان کو ہندی بھاشا سے بھی پوری واقفیت نہ تھی - اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں - کہ ان کی ہندی تحریرات میں بہت کچھ دخل ان پنڈتوں کا ہے - جنہوں نے انکو اپنی ہندی کتب کے لکھنے میں مدد دی ... میں تسلیم کرتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش میں جو نکتہ چینی کہ غیر مذاہب پر کیگئی ہے - وہ ان مذاہب کی پوری و صحیح واقفیت پر مبنی نہیں ہے"

اب لالہ لاجپت رائے کے اس بیان کے سامنے سوامی دیانند کی غیر مذاہب پر نکتہ چینی کی حیثیت جو کچھ ہو سکتی ہے - وہ اظہر من الشمس ہے - بہتر ہو کہ آریہ سماج ستیارتھ پرکاش میں غیر مذاہب کے متعلق بیجا اور ناواقفیت پر اپنی نکتہ چینی کے حصہ کو جو مجادلہ اور مکابرہ کا بہترین نمونہ ہے - جلد سے جلد علیحدہ کر کے اپنی ایمانداری اور دانشمندی کا ثبوت دے -

ضروری اطلاع:- اس پرچہ کے ساتھ نور کی پندرہویں جلد ختم اب انشاء اللہ یکم اکتوبر سے سولہواں سال شروع ہوگا - اخیر سال پر خادم نور ہمیشہ ایک پرچہ کی رخصت لیا کرتا ہے - لہذا ۱۷ ر ستمبر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا - اور اب

۲۲ اگست کو حضرت خیریت سے لندن پہنچ گئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بفضل خدا ۱۳ اکتوبر کو شائع ہوگا۔ شروع سال ہی رخصت لینے کا یہ فائدہ رہتا ہے۔ کہ نئے سال کے لئے دفتر کا ریکارڈ مرتب کرنے کے لئے عملہ کو کچھ موقع مل جاتا ہے۔ اس پندرہ سال کے عرصہ میں خادم ایڈیٹر نور کو جو بھلی بری خدمت دین کا موقع ملا یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ اس عرصہ میں سکھوں اور آریوں کے لئے اسقدر مفید مصالحہ مہیا کیا جاچکا ہے۔ کہ ایک معمولی شدہ بدھ رکھنے والا انسان بھی ان ہر دو اقوام و مذاہب میں بخوبی تبلیغ کرسکتا ہے۔ آج سے پندرہ سال قبل علاوہ اپنی جماعت کے اور لوگوں میں یہ بہت ہی کم احساس تھا کہ باوا نانک رح بانئے سکھ مذہب کی کچھ وابستگی اسلام سے بھی ہے۔ مگر اب یہ سوال اس قدر وسعت حاصل کرچکا ہے۔ کہ کئی ایک روزانہ مسلم جرائد نے متعدد مضامین خاکسار ایڈیٹر نور کے دلائل کی بنا پر حوالہ قلم کئے کہ بانئے سکھ مذہب مسلمان تھے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ خاکسار ایڈیٹر نور کی ایک نمایاں فتح ہے۔ جس کے لئے میں جسقدر بھی اللہ کا شکریہ ادا کروں کم ہے۔

اپنا اپنا فرض ادا کرو۔ میرے سپرد جو کام تھا۔ خدا کے فضل سے اس کے حسن ادائیگی کے متعلق دشمن سے دشمن بھی معترف ہیں۔ مگر ناظرین نے اپنے فرض کی ادائیگی کے متعلق تا حال بہت ہی کم توجہ کی ہے۔ باوجود حضرت کی خاص سفارش کے اور خاکسار کی بار بار اپیل اور جوابی کارڈوں کی ترسیل کے بھی نور خطرہ سے باہر نہیں ہوسکا۔ تا حال اس کی خریداری چار سو سے تجاوز نہیں ہوئی۔ اگر کم از کم چھ سو خریدار ہوسکیں۔ تو پھر صرف اخبار اپنا خرچ پورا کرسکتا ہے۔ وہ بھی کفایت شعاری کیساتھ اب کم از کم دو سو مزید خریداران کی ضرورت ہے اگر دوست ہمت کریں۔ تو صرف ایک ہفتہ کی سعی سے ہی یہ کمی پوری کرکے نور کو خطرہ سے باہر کرسکتے ہیں۔ وہ نور کے کوئنے خریدار ہونگے جن کے ایک دو دوست نہوں۔ اور پھر وہ کونسے دوست ہوں گے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کردیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اور اگر بدقسمتی سے آپ کا کوئی دوست نور سے مستفیض نہیں ہونا چاہتا تو آپ اپنی گرہ سے قیمت ادا کرکے دفتر نور کے ذریعہ یا از خود کسی سکھ یا آریہ..... دوست کے نام جاری کراکر عاقبت کے لئے بہترین توشہ کے مالک بن سکتے ہیں۔ نیز شروع سال میں احباب کرام کو اخبار کی خریداری کے لئے ترغیب دینی ویسے بھی نسبتاً زیادہ مفید و موثر ہوتی ہے۔ اس لئے دوست اس موقع سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ غرضیکہ دوست ہمت کریں تو دو سو خریداروں کا مہیا ہوجانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ۱۳ اکتوبر تک نور خطرہ سے باہر ہوکر اپنی پوری شان و شوکت کیساتھ جلوہ نما ہو۔ اور ایسا کرنا نور کے ناظرین اور بہی خواہوں کے اپنے بس میں ہے۔ میں دیکھونگا کہ یکم اکتوبر تک کسقدر ہمدرد نور کی عملی ہمدردی کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں میری خواہش ہے کہ میں ۱۳ اکتوبر کے پرچہ میں کثرت سے خیرخواہان نور کے اسمار گرامی کے ذکر خیر کا فخر حاصل کرسکوں۔ اور یہ سب کچھ نور کے ہمدردوں کے ہمت پر موقوف ہے۔

افریقہ کے دوست توجہ فرمادیں۔ اس وقت تک افریقہ کے دوستوں نے نور کی عملی ہمدردی میں بہت ہی کم حصہ لیا ہے۔ صرف جناب بابو محمد یوسف صاحب ٹانگانے اس نازک وقت میں ۵ روپے بھیجکر خاکسار اڈیٹر نور کو دعا اور شکریہ کا موقع دیا ہے۔ باقی دوستوں کی طرف یہ فرض جوں کا توں قائم ہے۔ افریقہ کے دوست اگر ہمت کریں تو صرف ایک ماہ کے اندر اندر ہی نور کو مالی مشکلات سے آزاد کرسکتے ہیں۔ آئندہ ماہ تک میں دیکھوں گا۔ کہ افریقہ کے کس قدر دوست اس آڑے وقت میں نور کی طرف عملی ہمدردی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔

افریقہ سے دوسری آواز:۔ میں یہ سطور حوالہ قلم کررہا تھا۔ کہ برادرم مکرم ملک احمد حسن خاں صاحب ٹکانیر دبی سے للچہ ۵ روپے کا منی آرڈر وصول ہوا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء اسیطرح اگر افریقہ کے دوسرے دوست بھی توجہ فرمادیں۔ تو وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر نور کی مالی مشکلات کے سوال کو حل کرسکتے ہیں۔ قومی اور مذہبی اخبار قومی توجہ کو خصوصیت سے چاہتے ہیں میں مدت سے نور کو قلیل اشاعت پر چلا رہا ہوں۔ کوئی دوسرا آدمی شاید اس قلیل اشاعت پر چند روز سے زیادہ اسے قائم نہ رکھ سکتا۔ مگر اب پانی سر سے گذر گیا۔ لہذا اس وقت نور کے بہی خواہان ملت کی توجہ کا خصوصیت سے محتاج ہے۔ اور افریقی احباب نے تا حال نور کی اعانت کی طرف بہت ہی کم توجہ فرمائی ہے۔ کئی درجن ذی مقتدر احباب میں سے صرف دو دوستوں یعنی برادرم بابو محمد یوسف صاحب و اخی المکرم ملک احمد حسن خاں صاحب نے اس نازک وقت میں نور سے عملی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ باقی دوستوں کی طرف یہ فرض جوں کا توں قائم ہے مجھے توجہ رکھنی چاہیئے کہ باقی دوست بھی جلد سے جلد توجہ فرمادینگے۔

دوستوں کا فرض ضروری۔ دوستوں کا فرض ہے کہ ہر نماز میں حضرت کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ کریم اس سفر میں ہمارے آقا کا حامی و ناصر ہو۔ اور حضور جلد سے جلد مع خدام خیر و عافیت اور ظفر و نصرت سے واپس تشریف لائیں۔ پہلے بھی اطلاع دی جاچکی ہے۔ اب پھر دوبارہ لکھا جاتا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ دوست حضرت کو قادیان کے پتہ سے ہی خط وغیرہ لکھا کریں جہاں ایسا انتظام ہے کہ کم خرچ پر آپ کا خط حضور تک پہونچ جائیگا۔ اور اگر آپ براہ راست ہی خط لکھنا چاہیں تو پھر تا اطلاع ثانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پتہ پر لکھیں

Khalifatul masih
Carre of messrs
Themas Cok & son
Ludgate circus London

اور تار کا پتہ یہ ہے۔

Hagret care coupon
London

اسلام مہاتما گاندھی کی نظر میں:- ۲۹ مئی کے ینگ انڈیا میں مہاتما اسلام کی نسبت لکھتے ہیں۔

"اسلام کی تاریخ سے ہمیں زریں سبق ملتا ہے جس وقت اسلام پورے عروج پر تھا۔ ساری دنیا اس کی مداح تھی۔ جب مغرب تاریکی اور گمنامی کے غار میں پڑا تھا۔ مشرقی اُفق پر ایک ستارہ چمکا۔ اور ساری دنیا کو اپنی روشنی سے منور کر دیا۔ اسلام کوئی جھوٹا مذہب نہیں۔ ہندو اسکا سچے دل سے اطمینان کے ساتھ مطالعہ کریں۔ تو وہ اس کا اتنا ہی احترام کرینگے جتنا کہ میں کرتا ہوں۔ ہندوستان میں اس کی روشنی ماند پڑ گئی ہے۔ لیکن اس میں ہمارا بہت سا حصہ ہے۔ جو بھی ٹھنڈے دل سے اسلام کا مطالعہ کریگا۔ یقیناً وہ اسی نتیجہ پر پہونچیگا۔ جس پر مہاتما جی پہنچے ہیں۔ اسلام بنی نوع انسان کے لئے مقدس زندگی بخشتا ہے دیگر مذاہب میں اگر کہیں کوئی خوبی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ تو وہ صرف اسلام کی خوشہ چینی کا نتیجہ ہے۔ بلاشبہ اسلام جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ ہاں جو قسمت کا دھنی سورج کو دیکھکر اپنی آنکھیں بند کرلے اسمیں سورج کا کیا قصور۔

جہاد کا اعتراف:- ۲۹ جون کا پرکاش لکھتا ہے کہ آریہ سماج مہاتما گاندھی کے ساتھ اس حد تک متفق ہے۔ کہ مخالف کی بداخلاقی کا جواب بد اخلاقی سے نہ دو۔ مگر اس میں متفق نہیں۔ کہ مخالف کی بداخلاقی کو مٹانے کے لئے بھی مردانہ وار جائز طریقے استعمال نہ کرو۔ وید ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔ شری رام اور شری کرشن آریہ جاتی کے مہاپرش ہوئے ہیں۔ شری سیتا کو جب راون ہر لے گیا۔ تو شری رام نے اپنے آپ کو مردا نہیں دیا۔ جنگ کیا۔ اور سیتا کو واپس لائے۔ ہاں انہوں نے راون کی استری پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ یہ ان کا تحمل تھا بُردباری تھی۔ لیکن راون کو مٹا دیا۔ اس کے متعلقین کو مار ڈالا۔ یہ ان کا انصاف تھا۔ شری کرشن کی ساری عمر مارتے کاٹتے کٹی"۔

کیا یہ اس جہاد کا عملی اعتراف نہیں جس کے متعلق یہی آریہ مہاشہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کرتے جھکتے نہیں ... پھر اسلامی جہاد اور آرین جہاد میں یہ فرق نمایاں ہے۔ کہ جہاں اسلام اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ درگذر اور بردباری سے کام لو اور اگر بدلہ لینا چاہو تو صرف اسی حد تک جس تک مخالف نے تمہیں گزند پہنچائی ہے۔ اگر حد سے بڑھوگے تو ظالم ٹھہروگے۔ برخلاف اس کے آرین جہاد میں درگذر اور چشم پوشی کا نام و نشان تک نہیں محض مخالف عقیدہ رکھنے کی بنا پر انہیں قتل کرنے الٹا لٹکا کر عذاب سے خشک تنکے کی طرح کر دینے اور آگ جلا کر زندہ جلا ڈالنے غرضیکہ مخالف کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے تک کی سخت اور جابر ترین تعلیم موجود ہے۔ جس کے لئے ستیارتھ اور یجر وید کے صفحون کے صفحے بھرے پڑے ہیں۔ اگر کسی آریہ کو اعتراض ہو تو ہم اصل معہ حوالہ پیش کرسکتے ہیں۔

مذہبی دنگل کے بانی ۔ ۲۹ جون کا پرکاش لکھتا ہے کہ برادران وطن کو مذہبی مباحثہ ہم نے سکھایا ہے۔" مناظرہ اسلام کے لئے کوئی نہیں بات نہیں۔ اہل کتاب اور دوسروں کے ساتھ ہمیشہ سے مسلمانوں کے مناظرے ہوتے آئے قرآن پاک اسکا بہترین شاہد ہے۔ اسلام کی تاریخ اس کی گواہ ہے۔ ہاں اسمیں کوئی کلام نہیں کہ جب سے ہندوستان میں آریہ سماج کا ظہور ہوا۔ مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ اور مجادلہ کا دور دورہ ہونے پر جس سے ہندوستان کی فضا سخت مکدر ہو رہی ہے۔ اور اس مکابرہ اور مجادلہ کے بانی ہونے کے لئے آریہ سماج کو بجا طور پر فخر حاصل ہے۔

اکبر پر خشمگین نگاہیں:- یہی پرکاش آگے چلکر لکھتا ہے۔ کہ

اب ہم مغل عہد حکومت پر آتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اکبر بھی جو کہ تاریخ میں اکبر اعظم کے نام سے مشہور ہے اور جس کی عظمت کا دعوے اس کی مذہبی رواداری میں ہے۔ اپنے دل میں وہی مدعا رکھتا تھا۔ یعنی اپنے مذہب کی اشاعت وہ اشاعت اسلام کے مشن کے چلانے میں کافی ہوشیار تھا۔ اور وہ "مار آستین" کی پالیسی پر عامل تھا۔ اس نے بہت سے راج کماروں اور نوجوانوں کو باہمی شادی اور دوسرے مجلسی تعلقات کے ذریعہ داخل اسلام کیا۔ اس نے اس کے بیٹوں نے اور اس کے سرداروں نے ہندو عورتوں سے شادیاں کیں۔ اس نے اس کے عوض میں ہندوؤں کو اعلیٰ منصب دئے"۔ اکبر اپنی صلح کل پالیسی کے لئے خاص خصوصیت رکھتا ہے مگر خدا کی قدرت آریہ دوستوں کی نظر کرم سے یہ بھی نہ بچ سکا۔ کیسا عجیب معاملہ ہے۔ کہ اگر مسلمان رواداری کو مدنظر نہ رکھیں تو پھر وہ متعصب ٹھہریں۔ اور اگر رواداری کو کام میں لائیں تو "مار آستین" بنیں۔ اب بیچارے مسلمان کریں تو کیا کریں۔ جب اکبر ایسا صلح کل رشتہ اتحاد کا بڑا علم بردار بھی ہندوؤں کی نظر عنایت سے نہ بچ سکا۔ تو بھر اور کا گلہ ہی کیا۔

قرآن کریم کی تعلیم پر ایک ہندو کی تقریر۔ پونہ کی جمعیت طیبہ کی زیر نگرانی جو یتیم خانہ قائم ہے اس میں ۲۵ مئی کو سندھ اور بلوچستان کی تھیو صوفیکل سوسائٹی کے سکرٹری مسٹر ایچ سی کمار بی۔ اے نے قرآن کریم کی تعلیم پر ایک دلچسپ لیکچر دیا۔ جلسہ میں ہر مذہب کے لوگ موجود تھے مسٹر کمار نے بیان کیا۔ کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ اس کا وجود اس وقت سے ہے جبکہ نوع انسانیت نے صفحہ دنیا پر قدم رکھا۔ قرآن کریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی آیت کے موجب اسلام الشان کا فطرتی اور قدرتی مذہب ہے۔ اور اس کی تلقین تمام انبیاء کرتے آئے ہیں اگر تنگ خیال اور دقیانوسی مُلّا اسلام کی اصطلاح کو محدود نہ کر دیتے۔ تو یہ دنیا کا عالمگیر مذہب بن گیا ہوتا۔ کیونکہ قرآن حکیم کی آیات کا مقصد یہی ہے۔ اسلام کو بھی انہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جو پہلے عیسائیت کو پیش آئی تھیں جس مذہب کی تلقین قرآن شریف کرتا ہے وہ ملاؤں کی جبہ داری سے قطعی طور پر پاک ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ قاتلوا الذین یقاتلونکم الخ یعنی ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ مگر تمہاری طرف سے پہل نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اگر وہ باز آجائیں تو تم بھی باز آجاؤ۔ اور اگر تم تکلیف پر صبر کرو گے تو تمہارے حق میں یہ امر بہت بہتر ہوگا۔ ان حقائق کو اکثر ملا نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکچرار نے پھر اسلامی رواداری پر زور دیا۔

درختوں میں روح۔ سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں درختوں میں روح کا اعتراف کیا ہے۔ بعض آریہ لوگ اس سے اختلاف بھی رکھتے ہیں مگر اب سوامی منگلا نند جی نے ہندی میں اس مضمون پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جو بقول پرکاش اس مضمون پر اس وقت تک جتنی کتابیں آریہ سماجک لٹریچر میں شائع ہوئی ہیں یہ ان سب میں زیادہ مکمل ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصنف نے اس کی تیاری میں کتنی محنت اور عرقریزی سے کام لیا ہے۔ مہرکھشوں میں جیو تھیوری پر پراچین اور نوین سائنس میں جتنی معلومات ہو چکی ہیں ان سب کا درشن اس پستک میں کرایا گیا ہے۔ اور آخر میں زبردست دلیلوں اور حوالجات کی بنا پر ثابت کیا ہے کہ درختوں میں روح ہے“ جب یہ ثابت ہو چکا کہ درختوں اور سبزیوں میں روح ہے۔ تو پھر اصولاً آریہ سماج کو مکانوں کے لئے درخت اور پکانے کے لئے سبزی کاٹنے کا کیا حق ہے۔ کیونکہ بقول آریہ مرغی اور گوبھی اور دیار کے درخت میں یکساں روح موجود ہے۔ کیا کوئی آریہ اس پر روشنی ڈالیگا

عیسائی مذہب اور شراب نوشی۔ ڈرہم کے بشپ صاحب نے اپنے ایک تازہ خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ

”ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہمیں شراب نوشی کو ایک خلاف اخلاق فعل خیال کرنا چاہیئے۔ اپنے عہد شباب سے لے کر ایک اعتدال کے ساتھ شراب پینے والے کی حیثیت سے جو اخیر دم تک ایسا کرنا جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے میں بڑے جوش کیساتھ اس کی تردید کرتا ہوں۔ اعتدال کے ساتھ شراب کے استعمال کو ایک خلاف اخلاق زیادتی قرار دینا صداقت کا خون کرنا ہے۔“

آج تک اسطرح کھلے بندوں مسیح مذہب کے کسی پیشوا کو شاید ہی شراب کی حمایت میں آواز بلند کی ہو۔ جس مذہب کے پیشوا شراب نوشی کو اسطرح اپنے مذہب کی روایت کا درجہ دیں۔ تو پھر اس کے پیروؤں کی اعتدالی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے

سوامی دیانند کا درجہ:۔ مسٹر کرشن ایڈیٹر پرکاش ۲۷ر جیٹھ کے اخبار پرکاش میں لکھتے ہیں۔

”رشی اپنے تئیں کبھی آریہ سماج میں کوئی خاص درجہ نہ دینا چاہتے تھے۔ جب کسی شخص نے انہیں رشی کہکر مخاطب کیا۔ تو انہوں نے کیا خوب کہا۔ کہ اگر میں گوتم اور کناد کے وقت میں ہوتا تو میرا اشمار مشکل سے پنڈتوں میں ہوتا“

مسٹر کرشن کی یہ تحریر ظاہر کرتی ہے کہ پنڈت دیانند صاحب اپنے آپ کو ”رشی“ نہیں سمجھتے تھے بلکہ گوتم اور کناد وغیرہ کے مقابلہ میں کہ جنہیں وہ ”رشی“ سمجھتے تھے۔ اپنے آپ کو مشکل سے پنڈت ہی خیال کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو آریہ سماج میں کوئی خاص درجہ نہ دینا چاہتے تھے۔ لیکن یہ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ ایک طرف تو مسٹر کرشن پنڈت دیانند کے اس اظہار کی تعریف کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف کیا وہ اور کیا اور کثرت سے آریہ سماجی پنڈت دیانند صاحب کو ان کی منشاء کے خلاف جھوٹ موٹ نہ صرف ”رشی“ بلکہ ”مہرشی“ یعنی۔ پہلے سب رشیوں سے بڑا رشی لکھنے اور ظاہر کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ کیا اس پر یہ مثل صادق نہیں آتی۔ کہ جس کا مسٹر کرشن دوسروں کے متعلق استعمال کیا کرتے ہیں۔ پیران نمے پرند مریدان مے پرانند (تیج)

ہندو ہندوؤں کے دشمن:۔ لالہ کالی چرن صاحب کوتوال ڈھوزی کو شکایت ہے کہ صوبہ اودھ کے علاقہ میں یوں تو ہر جگہ ہندو ہندوؤں پر ظلم کرتے ہیں۔ لیکن ضلع سلطان پور میں تو کمال ہو رہا ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ضلع ہذا کے اونچی ذات والے لوگ صبح چار بجے ہی ان غریب اچھوتوں کے گھروں میں ڈنڈا لیکر جا ڈٹتے ہیں۔ اور ان کو مع ان کی عورتوں اور بچوں کے مویشیوں کی طرح ہانک کر کام پر لگاتے ہیں۔ اور سارا دن سختی سے سخت کام لینے اور اپنا رعب جمانے کیلئے گالیاں نکالنے کے باوجود شام کے وقت تھوڑا تھوڑا اناج دیکر چھوڑتے ہیں ان کے کپڑوں کا یہ حال ہے۔ کہ اندھیرے میں ان کی عورتیں ایک دھوتی ہی پہنتی رہتی ہیں۔ جو اتار کر آدھی نیچے بچھاتی اور آدھی اوپر اوڑھ کر سوتی ہیں۔ اگر کسی کی دھوتی ذرا اچھی ہو تو اس کی ٹھاکروں اور برہمنوں کے جوتوں سے آؤ بھگت ہوتی ہے۔

ان میں سے کوئی پردیس میں جا کر چھوٹی موٹی ملازمت کر کے کچھ روپے کما لائے اور گھر میں آکر کوٹ پاجامہ وغیرہ پہن لئے۔ تو اس کی جوتوں سے مرمت کی جاتی وغیرہ“

اس کے ذمہ وار زیادہ تر منو کی تعلیم ہے۔ جس کی موجودگی میں ہندوؤں کی ”ادنے“ اقوام کی حیثیت اعلیٰ اقوام کے سامنے حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔ جب تک اس کی اصلاح نہ ہو تب تک حقیقی اصلاح مشکل۔

ترکی عورت طیارہ چلائیگی:۔ انقرہ کی ایک برقی خبر مظہر ہے کہ طیارہ چلانے والے جسقدر طلباء امسال سکول سے نکلے ہیں۔ ان میں ایک ترکی عورت بھی ہے جسکا نام قدرت خانم ہے۔ اس پیشہ میں یہ پہلی ترکی خاتون ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برکاتِ توحید

لاجپت رائے نے تاریخ تو لکھی ہے مگر — جس سے روشن ہو ضمیر اسمیں وہ تحکیم نہیں
مسئلہ یہ ہے کہ باایں ہمہ عظمت ہندو — کشور ہند میں کیوں صاحب دیہیم نہیں
سیکڑوں سال سے اغیار کے ہیں کیوں یہ ذلیل — اور دبے ان کی غلامی کے جراثیم نہیں
اس تنزل کے علل پر ہے مورخ کو عبور — لیکن اصلی جو سبب ہے وہی تسلیم نہیں
ہیں فقط اس لئے اغیار کے محکوم ہنود — کہ انہیں دیگئی توحید کی تعلیم نہیں۔

آج جھک جائیں اگر ایک خدا کے آگے
سرِ افلاک جھکے ان کے لِوا کے آگے

خالصہ بھی تو وہی قوم ہے جس کے معبود — کثرت اندوز تھے کاشی کے صنم خانوں سے
ان میں بھی جمع تھے گوسالہ پرستوں کے عیوب — ظلم انسان پہ سوا کرتے تھے حیوانوں سے
کبھی ان کو بھی اچھوتوں سے وہی نفرت تھی — ہندوؤں کو ہے جو ان ساختہ سامانوں سے
ان کی ہر بزم کی رونق بھی بڑھا کرتی تھی — قرنہا قرن کے اوہام کے افسانوں سے
مگر ایک گھونٹ پلایا انہیں جب نانک نے — مانگ کر ساقی یثرب کے خمستانوں سے
تو کرامت وہ نمایاں ہوئی ان کے ہاتھوں — جس کو تھی نسبت تخصیص مسلمانوں سے
آج تم دیکھ رہے ہو کہ ہوئی ہے پیدا — ید بیضا کی چمک ان کے گریبانوں سے
کاٹنے نکلی ہے زنجیر غلامی کی یہ قوم — اپنے ہی خون میں نہائی ہوئی کرپانوں سے
اس طرف تیغ و تفنگ اس طرف اک نے دینِ عمل — جا کے ٹکرائے ہیں درویش جہانبانوں سے
عقل اور عشق کا یہ معرکہ پھر گرم ہوا — جنگ پھر ہوتی ہے دیوانوں کی فرزانوں سے

شانِ نمرود اُدھر آنِ براہیم اِدھر
آتشِ تیز اُدھر شیوۂ تسلیم اِدھر

تو بھی اے برہمن آئینِ براہیمی سیکھ — توڑ دے بُت کی جو گردن وہ تبر پیدا کر
اب بنا اپنے لئے کوئی نیا ہی مندر — نئی دیوار کے اندر نئے در پیدا کر
تاکہ ہر وقت ترے گھر کی نگہبانی ہو — جس کا ہمسایہ ہو اللہ وہ گھر پیدا کر
جو ہر انسان کی گردن میں حمائل ہو جائے — ایسے زنار کی بندش کا ہنر پیدا کر
جو ابد تک نہ مٹے قشقہ جبیں میں وہ لگا — خاک سے سجدۂ پیہم کا اثر پیدا کر
خود بخود غیر پہ طاری تری ہیبت ہوگی — دل میں پہلے مگر اللہ کا ڈر پیدا کر
عرفان کی ہے تمنا تو موحّد بن جا — خاک اکسیر ہو جس سے وہ نظر پیدا کر

تجھ میں گر علت گوسالہ پرستی نہ رہے
یوں حکومت کو تری قوم ترستی نہ رہے

ازصوفی مئی سنہ ۲۴ء

دلچسپ معلومات

۴ فٹ لمبی داڑھی ۔ دنیا میں سب سے بڑا ریشیائیل شخص فرانس کا باشندہ نوشیلوکس نامی سانچہ بنانے والا ہے۔ اس کی عمر ۹۶ سال کی ہے۔ اور پستہ قد ہے۔ مگر داڑھی ۴ فٹ ۲ انچ لمبی ہے۔ مونچھوں کی لمبائی ۶ انچ ہے یہ خاندانی ریشیائیل ہے اس کے باپ کی داڑھی گھٹنوں تک پہنچتی تھی۔

دو سو میل سے گانا سننا ۔ بے تار کے ٹیلیفون کے ذریعہ حال ہی میں براڈ کاسٹنگ یا بے تار کا ٹیلیفون ایجاد ہوا ہے۔ اس کے ذریعہ سے آپ دو سو میل کے فاصلہ سے کئی مشہور گائن کا دلربایانہ نغمہ بآرام سن سکتے ہیں۔ نیز مذکورہ بالا ٹیلیفون کے ذریعہ سے آپ ہزارہا آدمیوں سے ایک ہی وقت میں خط و کتابت کرسکتے ہیں۔ آپ کی آواز سو گنا نہیں۔ بلکہ ہزار گنا بڑھ جاوے گی اور ایک ہی وقت میں۔ آپ مختلف مقامات پر ہزاروں آدمیوں کو مخاطب کرسکتے ہیں۔

کالے سے گورہ ۔ اطلاع ملی ہے کہ انگلستان کے ایک ڈاکٹر صاحب نے جو بیس سال سے کوئی ایسا طریقہ ایجاد کرنے کی فکر میں تھے کہ کالے کو گورا کیسے بنایا جائے۔ اپنے تجربات میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ انہوں نے دماغ میں ایک گانٹھ یا گلینڈ معلوم کیا ہے کہ جس کا ایک حصہ گورا اور ایک کالا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی گلینڈ کسی انسان کے کالے یا گورے ہونے کے لئے ذمہ وار ہے۔ اگر اسمیں عمل جراحی سے ردوبدل کردیا جائے تو کوئی بھی انسان یا جانور کالے سے گورا اور گورے سے کالا ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے نو ایجاد طریقہ کے مطابق ایک کالی بلی کو سفید اور ایک سفید کتے کو کالا کیا ہے ڈاکٹر صاحب کا دعوے ہے کہ وہ کالے آدمیوں کو بھی گورا کرسکیں گے۔ اگر ایسا ہوسکا تو ہندوستان میں تو بہت سے لوگ اس ڈاکٹر سے علاج کرانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

اونٹ کا بچہ بھینس کے پیٹ میں ۔ موضع باغبان پور تحصیل محمد آباد ضلع اعظم گڈھ میں ایک کاشتکار کی بھینس نے جو بچہ دیا وہ اونٹ کے بچہ کی مانند ہے بھینس بچہ سے خوفزدہ ہے اور اسکو دودھ پلانے کی بجائے مارنے دوڑتی ہے۔ بچہ ابتک زندہ ہے۔ اسکو بکری اور گائے کا دودھ پلایا جاتا ہے۔

دنیا کا سب سے لانبا آدمی ۔ حال میں ایک سینما کمپنی کے ساتھ جان مدان البرٹ عرف نوفٹی لنڈن میں وارد ہوا ہے یہ ۹ فٹ ۳½ انچ لانبا ہے اس کی خوراک بھی جثہ کے موافق ہے۔ یعنی دو رکابی پورج۔ دس ابالے ہوئے انڈے۔ پانچ ٹمن چاء ۸ پیالی قہوہ اور ۱۲ ٹکڑہ بروٹی کا صرف ناشتہ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ سگرٹ نوشی سے انسان کا قد نہیں بڑھتا لیکن یہ ابتدا سے سگرٹ پیتا ہے۔ اور اس وقت ۲۳ برس کی عمر میں ۴۰ سگرٹ روزانہ پیتا ہے اسکے ۶ بھائی بہنیں ہیں۔ لیکن ان کا قد بالکل معمولی ہے۔

سکھ مذہب کا تعلق اسلام سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلمانوں سے ملکر کھانا پینا :- حضرت فرید شکر گنج رح جن کا مزار مبارک پاکپٹن میں واقعہ ہے۔ یہ بزرگ حضرت باوا صاحب سے تقریباً چار صد سال پیشتر ہو گذرے ہیں۔ جنم ساکھی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک اہلِ صفا ولی اللہ حضرت شیخ فرید کے ساتھ حضرت باوا صاحب کی ملاقات ہوئی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ حضرت شیخ فرید کوئی دوسرے بزرگ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ حضرت شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ سے ہی حضرت باوا صاحب نے کشفی ملاقات کی ہو۔ بہرحال جنم ساکھی میں حضرت شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ کے باہمی سلوک اور برتاؤ کو ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۶۲ سطر ۲۹ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت باوا صاحب اور شیخ فرید باہمی ملکر بہت ہی خوش ہوئے۔

"تاں بابا نانک جی تے شیخ فرید ساری رات باہر جنگل وچ اکٹھے ہی رہے۔ تاں ایک بندہ خدا ئیدا آئے نکلیا۔ اتے دوہاں نوں اکٹھا دیکھکر اپنے گھر نوں اٹھ گیا۔ جائیکر اک تبلباج دودھ دا بھر کے لے آیا اور اس تبلباج وچ چار مہراں بھی پائے لے آیا۔ پچھلی رات تاں شیخ فرید ہوراں اپنا حصہ پی لیا۔ تے گورو نانک جی دا حصہ رہن دتا۔"

ترجمہ باوا نانک رحمتہ اللہ اور شیخ فرید علیہ الرحمتہ تمام رات باہر جنگل میں اکٹھے ہی رہے۔ تو ایک خدا کا بندہ ان کے پاس آیا اور دونوں بزرگوں کو ایک جگہ دیکھکر اپنے گھر کی طرف لوٹ گیا اور ایک بڑا کٹورہ دودھ کا بھر کے لے آیا اور اس کٹورہ میں چار موہریں بھی ڈال لایا۔ پچھلی رات شیخ فرید علیہ الرحمتہ نے اپنے حصہ کا دودھ تو پی لیا اور حضرت باوا نانک علیہ الرحمتہ کا حصہ رہنے دیا اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیخ فرید اور حضرت بابا نانک رح کی باہمی اسقدر محبت اور الفت تھی کہ دونوں نے جنگل میں ہی تمام رات گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے گذار دی۔ اور ایک شخص دو خدا کے پیاروں کو اس طرح گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے دیکھکر اپنے گھر سے ایک دودھ کا کٹورا بھرکے لے آیا۔ اور شیخ فرید صاحب نے خوشی سے اس دودھ سے اپنا حصہ لے کر تو پی لیا اور حضرت باوا صاحب کا حصہ رہنے دیا۔

اس سے دو امر اظہر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت باوا صاحب کی شیخ فرید رح سے بڑی محبت تھی۔ حالانکہ ہم حضرت باوا صاحب کی تمام زندگی پر نظر ڈالتے ہیں اور ہمیں کہیں بھی یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ حضرت باوا صاحب نے کسی ہندو پنڈت یا پوجاری سے بھی محبت کی ہو۔ بلکہ جنم ساکھی اور گرنتھ صاحب سے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس تیرتھ وغیرہ پر حضرت باوا صاحب جاتے۔ وہاں پانڈوں وغیرہ کے کام ول کارد کرتے۔ اور پانڈے اس بات کو بہت ہی بُرا مناتے۔ حتے کہ باوا صاحب کو اس جگہ سے زبردستی نکال دیتے۔ مگر دوسری طرف شیخ فرید سے باوا صاحب اور باوا صاحب سے شیخ فرید ایسی محبت کرتے ہیں۔ کہ گویا دونوں عارف اور زاہد ایک ہی ہیں۔ اور پھر جس کٹورہ سے باوا فرید دودھ پیتے ہیں۔ حضرت بابا نانک صاحب خوشی سے اس کٹورہ سے دودھ پی لیتے ہیں۔ آج کل کے ہندوؤں کی طرح کوئی پرہیز نہیں کرتے تھے۔ اب اس سے ہی سمجھ لو کہ حضرت باوا صاحب ہندو اور مسلمانوں میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبت اور پیار کرتے تھے۔

شیخ فرید اور باوا صاحب کا ملکر ایک لمبا سفر کرنا۔ پھر لکھا ہے کہ حضرت باوا صاحب اور شیخ فرید صاحب نے اکٹھے ملکر آسام دیش کا لمبا سفر کیا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ شیخ فرید کے ساتھ باوا صاحب کا ایک لمبا سفر کرنا اور دونوں نے ملکر اپنی معرفت اور گیان سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بابا نانک رح کا مشن ایک ہی تھا۔ ورنہ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ پنڈت اور مولوی ملکر سفر کریں۔ اور اکٹھے ملکر لوگوں کو خدا کی معرفت سے آگاہ کریں۔ یہ ناممکن ہے اور ہمیں کہیں یہ دکھائی نہیں دیتا کہ حضرت باوا صاحب نے پنڈت کشن چند یا ہردیال سے ملکر بھی کوئی سفر کیا ہو۔ اور دونوں کی متفقہ کوشش سے لوگوں کی روحانی اصلاح ہوئی ہو۔ اب شیخ فرید صاحب کے ساتھ ملکر حضرت باوا صاحب کا سفر کرنا اس سے سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب پنڈت ہردیال کی روش کو پسند کرتے تھے۔ یا شیخ فرید رح کی طرز کو۔

بابا نانک نے کہا۔ اے فرید! آپ میں خدا کا نور ہے پھر آگے چلکر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۶۵ سطر ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت بابا نانک رح نے شیخ فرید کو مخاطب کرکے کہا۔

تاں سری بابے جی آکھیا۔ شیخ فرید جی تساں وچ خدا صحیح ہے۔ تاں شیخ فرید نے ودیا منگی۔ تاں شیخ فرید چلدے وقت گل وچہ باہاں پائیکے ملے۔ تاں گورو جی نے ایک شبد اچارنا

سری راگ محلا پہلا

آؤ بہنو گل لگو میری انگ سہیلڑیاں
ملکر کر دکہانیاں سمرتھ کنت کی آہ
ساچے صاحب سب گن اوگن سب اساہ

کرتار سب کو تیرے جور۔ اک شبد وچار ئیے جانوں تاں کیا ہور

مطلب۔ باوا صاحب نے شیخ فرید کو کہا کہ آپ میں یقینی خدا کا نور ہے اور شیخ فرید نے باوا صاحب سے جانے کے لئے اجازت چاہی اور پھر شیخ فرید رخصت ہوئے۔ اور رخصت ہوتے وقت باوا صاحب اور شیخ فرید بغل گیر ہوئے اور گورو جی نے ایک شبد سری راگ محلا میں کہا جس کا مطلب یہ ہے۔

مطلب :- بہنوں آؤ۔ گلے سے لگ کر ملیں۔ کیونکہ ہم دونوں کا پیار قدیم سے ہے۔ آؤ ہم ملکر اس قادر مطلق کی حمد و ثنا کریں۔ اس لئے کہ تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ اگر اور کسی چیز میں تعریف کی کوئی جھلک پائی بھی جاتی ہو۔ تو وہ صرف اس خداوند کی ہی دی ہوئی نعمت ہے۔ بیشک تمام تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ اب گورو صاحب کا شیخ فرید سے اس پیار و محبت کیساتھ پیش آنا اسقدر رفاقت اور لگاؤ کا اظہار کرنا یہ حضرت بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کے خیالات کا صاف و شفاف آئینہ ہے۔ پھر باوا صاحب کا شیخ فرید سے یہ کہنا کہ آپ میں خدا کا

دُنیا کا سب سے بڑا آدمی

از قلم مکرم و معظم جناب مولانا مولوی عبد الکریم خانصاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان اس کی طینت اس کی ضروریات کے عمیق مطالعہ نے اسے محسوس کرایا کہ خدا کی اس مخلوق میں روحانیت و مادیت کے دونوں اجزا شامل ہیں۔ ایک مغربی مصنف نے خوب لکھا ہے "انسان کے پیدا کرنے سے قدرت ربانی کا یہ کبھی منشا نہیں تھا۔ کہ عمر عزیز کے تمام اوقات صرف نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے میں بسر کر دے۔ انسان جیسا عبادت کے لئے بنایا گیا ہے۔ ویسا ہی کام کاج کے لئے اس کی ذاتی بہبودی کے لئے دونوں چیزیں مساوی ضرورت کی ہیں۔ اپنے لوح دل پر نقش کر لو کہ خدا چاہتا ہے۔ اگر انسان خوش رہنا پسند کرتا ہے تو اسے لازم ہے ایسا شیوہ اختیار کرے جس سے اس کے خصائل ملکی اور خواص بہیمی دونوں چلتے رہیں۔

ایک دنیا دار کے جسم و روح میں وہ رشتہ ہے جو گاڑی کے دونوں پہیوں میں ہے۔ کسی ایک پہیئے کے بغیر گاڑی کسی کام کی نہیں۔ جیسے دنیا دار کو جسم کی حاجتیں پورا کرنے کیلئے روح کی مدد کی ضرورت ہے ویسے ہی دیندار کو بقاء روح کیلئے جسم کی اعانت درکار ہے۔ بہر حال جسم کا خیال روح سے کم نہ ہونا چاہیئے۔

انسان کی ترکیب جسم اور روح سے ہے اس کی فطرت حیوانی اور ملکی صوری اور معنوی مادوں کا مجموعہ ہے۔ بقاء حیات انسانی کے لئے دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کسی ایک کا دوسرے کے سوا گذارہ نہیں ایسا جسد جس میں روح نہ ہو نعش کی صحیح مثال ہے اور ایسی روح جو مجسم نہ ہو صرف ایک بھوت کی بھیانک صورت کا نمونہ انسان کی قسمت و سیرت کا تخمینہ لگانے میں جس قدر دل کو دخل ہے۔ اسی قدر جسم کو بھی ہے اس فطری احساس سے متاثر ہو کر اس نے ایسی تدابیر و تجاویز اختیار کیں جو نہایت عملی موثر اور تعمیر کن ہیں اس نے محسوس کیا کہ کوئی تدبیر اور سیاست موثر و کارآمد نہیں جب تک مادیت و روحانیت کا اجتماع نہ ہو اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ کسی مدبر نے اپنے اصولوں میں داخل کرنا تو رہا الگ اس کی ضرورت و اہمیت کا احساس ہی نہیں کیا ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ کامل اطمینان اور انتظام قائم رکھنے کیلئے خشیۃ اللہ اسی قدر ضروری ہے جس قدر آئین تعزیر کا اجرا لازمی ہے۔

میجر لیونارڈ آنحضرت کے متعلق بیان کرتا ہے "اس کے نظام میں مذہبی اور روحانی اجزا کے ساتھ سیاسی اور اقتصادی اجزا بھی نمایاں طور پر داخل ہیں ایک کے شمول بغیر دوسرے کا قیام ممکن نہیں کامل مدبر ہونے کی جہت سے اس نے محسوس کیا کہ اخوت مذہبی صرف سیاسی اتحاد باہمی ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور قومی عزت و عظمت کو محفوظ و مصئون رکھنے کے لئے اطناب جنگ ناگزیر ہیں"

اقتصادیات و سیاسیات دونوں ہی میں اس کی بصیرت کے ذہن رسا کو مہارت تامہ حاصل تھی اس کے اقتصادی اصول عارضی دستور پر مبنی نہ تھے۔ نہ دلآزار و ناگوار محصول پر قائم تھے۔ بلکہ اس کے دیدۂ باطن نے انسانی فطرت کی ماہیت کو معلوم کرنے کے بعد اپنے اصولوں کو تجویز کیا اور اخوت برادرانہ و آزادانہ خیر عامہ پر مبنی کیا۔ جیسا کہ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے انگلستان کے بیرونٹ سر آرچیالڈ ہملٹن فرماتے ہیں۔

"تمام مذاہب عالم میں جہلا اور متعصب لوگوں کا تختۂ مشق اسلام سب سے بڑھکر ہی رہا ہے۔ تاہم اگر لوگ جانتے تو سوشلزم کے مسئلہ کا حل اسلام ہی ہے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو امیر اور غریب زبردست اور زیردست میں پوری مساوات قائم کرتا ہے اور ایک کو دوسرے کیلئے باعث رحمت بناتا ہے۔ نسل انسانی تین حصوں پر منقسم ہے۔ اول وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اموال و جائداد وغیرہ کے انعامات سے بہرہ یاب کیا ہے۔ دوسرے وہ ہیں جن کو معاش پیدا کرنے کے لئے کام پڑتا ہے۔ اور آخری جماعت بیکاروں کی بہت بڑی فوج ہے یا وہ جو اپنے کسی قصور کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ناموافق حالات کیوجہ سے درماندگی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان سے مصیبت اور انتہائی مقابلہ کے ایام میں جب کہ ہر ایک شخص نہایت سخت اقتصادی مشکلات کے نیچے کام کرتے۔ اور زندگی بسر کر رہا ہے ہمیں ان جماعتوں کے ساتھ بسر کرنے کی راہ تلاش کرنی ہے۔ حضرت نبی کریمؐ الہام کے ماتحت قرآن کریم میں جو سب سے آخری الہامی کتاب ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ خوش قسمتی سے اچھی حالت میں ہیں۔ اپنی سالانہ آمد کا کچھ حصہ محتاجوں اور غریبوں کو دیا کریں۔ اس کیساتھ ہی ہمیں پیشہ ور گداگروں کو ترقی دینے سے روکا گیا ہے۔ ہاں صرف ان لوگوں کو جو فی الحقیقت محتاج ہیں۔ اور نئے سرے سے کام چلانے کے واسطے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے کسی قدر امداد کی انہیں ضرورت ہے۔ مدد دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

جب میں کہتا ہوں کہ اسلام ایک سوشلسٹک مذہب ہے تو اس سے میری مراد یہ ہے کہ وہ موجودہ مروجہ سوشلسٹک خیالات کے مطابق ہے۔ کیونکہ ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ہر جمعہ کے دن با جماعت نمازیں اپنے فرمانرواؤں کے لئے خواہ وہ کوئی ہوں۔ اطاعت کا اظہار کریں۔ کیونکہ بغاوت ایک گناہ ہے۔ اگر ہم ایک ظالم بادشاہ کے ماتحت امن اور اطمینان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ تو ہمیں وہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ چلے جانا چاہیئے۔۔۔ اسلام اپنے پیرؤں کو سختی کے ساتھ قماربازی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمام منشیات سے روکتا ہے۔ اور سود کو جو نسل انسانی کے دکھوں اور نقصانات کی ایک ہی وجہ ہے ناجائز ٹھہراتا ہے۔ اسلام میں کوئی شخص دوسرے سے جو نسبتاً خراب حالت میں ہے۔ ناجائز فائدہ نہیں اٹھا سکتا"

میجر لیونارڈ کا تبصرہ ملاحظہ ہو

"وہ صرف ایک ہادی اور پیغمبر ہی نہ تھا وہ صرف ایک مقنن ہی نہ تھا جس کی تلقین اور قانون کی روشنی آجتک اس کی امت کے لئے ضیا افگن ہے۔ اسنے سختی کے ساتھ ایثار و اقتصاد کا اعلیٰ نمونہ اپنی زندگی میں دکھلایا۔ اسراف کی انتہائی مذمت کی جسمیں دوسروں پر حکومت کرنے کی خاص انتظامی قابلیت تھی۔ جو امن کے زمانہ میں فرمان روائی کا خاص و ممتاز ملکہ رکھتا تھا۔ لیکن اگر پیش آمدہ ضرورت سے مجبور ہو جائے۔ تو میدان جنگ میں حکم رانی کے مادہ سے مفتخر تھا سیاسیات و اقتصادیات دونوں ہی میں اس کی ذہانت کو مہارت تامہ حاصل تھی"

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کی فضیلت تمام مدبران سلطنت و اہل سیاست پر اس وجہ سے ہے۔ کہ انسان کی فطرت اور اس کی ضرورت سے اس کی بصیرت کو صحیح اور پختہ واقفیت حاصل کرنے کی خاص مہارت حاصل تھی۔ یہ کہ اس کی فطرت میں خدا نے روحانی اور مادی دونوں ہی تقاضے رکھے ہیں۔ دونوں کے باعتدال امتزاج سے ہی اس کو حقیقی فوز و فلاح نصیب ہو سکتی ہے۔ اس کی تمام تدبیریں کذب و دروغ اور عیاری و مکاری کی آلائش سے پاک تھیں۔ اس کے اقتصادی اصول اخوت برادرانہ و خیر عامہ پر مبنی ہونے کے علاوہ ہر قسم کے بارگراں سے آزاد تھے۔ اس کے تمام اصول سہل فطری حق و صدق سے مملو اور تمامتر عام انسانی بہبودی پر مبنی ہیں۔ (باقی)

نور افشاں کی نار افشانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از قلم مولوی عبدالعزیز صاحب سہارنپوری)

اخبار نور افشاں نمبر ۱۹ جلد ۵۲ - ۹ر مئی ۱۹۲۴ء ہمارے سامنے ہے جسمیں لکھا ہے "اسی طرح اگر اس شیطانی دنیا کو چھوڑنا چاہیں تو ضرور بڑی مشکلات پیش آتی ہیں اور اس جہاں کا سردار اور اس کے سپاہی ہمارے سد راہ ہوتے ہیں"

گویا ان مذکورۃ الصدر سطور میں نور افشاں جس ہستی کو اس جہاں کی سرداری دیتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور پھر ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی۔ جب آگے چل کر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایڈیٹر صاحب خداوند یسوع کی نسبت لکھتے ہیں کہ "آسمان اور زمین کا کامل اختیار مجھے دیا گیا۔ متی ۲۸-۱۸ میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا متی ۱۱-۲۷ وہ خدا کی بادشاہت کا بیج ہے۔ لوقا ۶-۱۹ جس کو دیکھکر شیطان اور اس کے تمام اراکین بھاگ جاتے ہیں۔ نور افشاں کے پادری صاحبان جو دنیا اور آخرت میں یسوع کو ہی منجی قرار دے چکے ہیں۔ اور اسی کو دنیا اور آخرت کا مالک سمجھتے ہیں۔ پھر بھی دنیا کی سرداری جسکو دیتے ہیں وہ مسیح اخبار نور افشاں کے مذکورۃ الصدر تحریر سے صاف ظاہر ہے۔ لیکن اسلام کی کیا ہی مبارک تعلیم ہے۔ کہ نہ زمین اسکی تقدیس سے خالی ہے۔ نہ آسمان۔ آسمان پر بھی اسی کی تقدیس ہو رہی ہے اور زمین پر بھی۔ یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے۔ جو کچھ انمیں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے۔ پہاڑ اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ دریا اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ درخت اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور بہت سے راست باز اس کے ذکر میں مشغول ہیں جو شخص دل اور زبان کیساتھ اس کے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا۔ اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے۔ اور جو کچھ فرشتوں کے بارہ میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ اطاعت کر رہے ہیں۔ یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے۔ کہ ہر ایک چیز اس کی اطاعت کر رہی ہے۔ ایک پتہ بھی بجز اس کے امر کے گر نہیں سکتا۔ اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دے سکتی ہے۔ اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کے تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے۔ اور اس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے۔ پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جزو ان کا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں۔ اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور اسکی تحمید اور تقدیس میں مشغول ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یسبح للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض یعنی جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے ہی زمین پر بھی ہر ایک چیز اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تقدیس و تحمید نہیں ہوتی۔ ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے۔ اور کوئی چیز قضا و قدر کے احکام کے تابع ہے۔ اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمربستہ ہے۔ کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں۔ اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جؤا ہر ایک کی گردن پر ہے۔ ہاں البتہ انسانی دلوں کی اصلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں۔ مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدو جزر خود بخود نہیں۔ خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو۔ سو ہو گیا۔ سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی دن رات کے دور کیطرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے۔ نہ خود بخود۔ باوجود اس کے ہر ایک چیز اسکی آواز سنتی ہے اور اس کی تقدس کا ورد کرتی ہے۔ مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے؟۔ اس کا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ابھی اسمیں خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ اس لئے حکومت نہ ہونے کیوجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی۔ جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے۔ وہ تو صاف لفظوں میں کہتا ہے۔ کہ کوئی چور۔ خونی۔ زانی کافر۔ فاسق۔ سرکش جرائم پیشہ کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جب تک کہ آسمان پر سے اس کو اختیار نہ دیا جائے۔ پس کیونکر کہا جاوے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں۔ کیا کوئی مخالف قبضہ زمین پر خدا کے احکام نافذ ہونے سے مزاحم ہے۔ سبحان اللہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ خدا نے خود آسمان پر فرشتوں کے لئے جدا قانون بنایا۔ اور زمین پر انسانوں کے لئے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا۔ بلکہ ان کی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھدیا ہے۔ وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے۔ اور سہو اور نسیان انپر وارد ہو نہیں سکتا۔ لیکن انسانی فطرت کو قبول عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی۔ بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضاؤ قدر کا قانون ہے۔ کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے۔ اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاؤ قدر کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ کہ آسمان سے ان کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں۔ تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے۔ اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں۔ جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔ کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آجکل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اتری ہے اور خدا کے سرکش اس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں*

قبول اسلام:۔ شیخ یوسف علی بی۔ اے قائم مقام امیر المجاہدین آگرہ سے لکھتے ہیں۔ کہ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۴ء کو مسمی نوبت خاں ساکن نوہی ضلع متھرا بمعہ اپنے اہل و عیال کے برضا و رغبت خود ہمارے مبلغ ڈاکٹر نذر احمد صاحب احمدی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ مسمی مذکور کو آریہ لوگوں نے طمع و لالچ دیکر آشدہ کر لیا تھا۔ والسلام

انگریزی خطوط نویسی۔ انگریزی میں جواب مضمون لکھنے میں طلباء کو از حد تکلیف ہوا کرتی ہے خیالات اور معلومات کی کمی کی وجہ سے جواب مضمون بہت ہی مختصر اور ادھورا اور نکما ہوتا ہے۔ اور خطوط نویسی اور عرائض نویسی تو اکثر انگریزی خواں بھی نہیں جانتے۔ پس مڈل اور انٹرنس کے طلباء کو مبارک ہو کہ انگلش کمپوزیشن بک حصہ اول مڈل والوں کیلئے اور حصہ دوئم انٹرنس کے طلباء کے لئے ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے نے نہایت محنت سے طیار کر کے چھاپا ہے۔ ان میں ایسے گر اور ہدایات درج کی گئی ہیں کہ اگر طلباء نے بھی ان سے استاد کا کام لیکر جتنا چاہیں اتنا لمبا جواب مضمون لکھ سکتے ہیں۔ ہر دو کتابیں قابل دید ہیں۔ قیمت انگلش کمپوزیشن بک حصہ اول ۸ حصہ دوئم ۱۰ ملنے کا پتہ۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے قادیان اور تاجران کتب لاہور سے بھی مل سکتی ہیں۔

* یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پھر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں۔ کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضاؤ قدر کے نیچے ہیں۔ سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ مگر قانون تکوین یعنی قضاؤ قدر سے وہ باہر نہیں ہو سکتے۔ پس کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الٰہی سلطنت کا جؤا اپنی گردن پر نہیں رکھتے۔ دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں چوریاں بھی ہوتی ہیں۔ خون بھی ہوتے ہیں۔ زناکار اور خائن اور مرتشی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں۔ (باقی دارد)

آنکھوں کے مریضوں کو خوشخبری

ہمارا مشہور و معروف موتیوں کا سرمہ جسمیں موتی و ممیرہ وغیرہ قیمتی و زود اثر اشیاء پڑتی ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن پھولا جالا۔ پانی بہنا۔ دھند غبار ابتدائی موتیا بند غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ روزانہ استعمال آنکھوں کو عینک سے نجات دلانے کے علاوہ ہمیشہ کے لئے اور آئندہ بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت ۸/ محصولڈاک علاوہ

لاکھوں شہادتوں کی ایک شہادت ملاحظہ ہو۔

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی شہادت:۔
مکرم و معظم علامہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سلمہ ربہ مبلغ بلاد یورپ و جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ فرماتے ہیں کہ مکرم شیخ صاحب آپ کا موتیوں کا سرمہ میں نے ککروں کے واسطے استعمال کیا۔ اور بہت مفید پایا۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

آج ہی کارڈ لکھدو — آج ہی کارڈ لکھدو

علمی لوٹ

آج کل نور کا فنڈ بہت کمزور ہے۔ لہذا صرف تھوڑے عرصہ کے لئے حسب ذیل معرکتہ الآرا ۱۳ کتب کا سٹ جس نے آریہ سماج کی اینٹ سے اینٹ کھڑکا دی ہے بجائے ۵ روپے کے ۲ روپے اور محصولڈاک ۱۰ ار کل ۱۲ ار روپے کو ملیگا۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔ آریہ مذہب کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب ہندو دھرم و سوراج۔ قضیہ گائے پر تنقیدی نظر۔ باوا نانک کا مذہب۔ ست اپدیش۔ سکھ و اذان۔ اذان کا گورمکھی ترجمہ۔ گوردو کی بانی مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر۔ جھوک مہدی۔ جلدی درخواستیں بھیجیں۔ پھر یہ موقعہ ہاتھ نہیں آئے گا۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب